

## محفل میلاد النبیؐ

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ انسانوں کی طبائع، ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا تیولاروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور ان سے استفادہ کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کے تغیرات سے ہونی لازم ہیں ان کو مد نظر رکھیں منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں ایک میلاد النبیؐ کا دن بھی ہے میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسولؐ مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں پہلا طریق تو درود و صلوات ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو و لا ینفک ہو چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے موقع نکالتے ہیں عرب کے متعلق میں نے سنا کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بے آواز بلند اللہمّ صلّ علی سیدنا وبارک و مسلّمہ پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔

پہلا طریق انفرادی، دوسرا اجتماعی ہے یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص چہرہ آقائے دو جہان صلعم کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو، آپ کے سوانح زندگی بیان کرے کہ ان کی تقلید کا ذوق شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے سے ہم سب آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔

تیسرا طریق اگرچہ مشکل ہے لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ یاد رسولؐ اس کثرت سے ایسے انداز میں کی جائے کہ ان کا تلبہ کے مختلف مقاموں کا خود مظهر ہو جائے یعنی

آج سے تیرہ سو سال پہلے کی جو کیفیت حضور سرور عالم کے وجود مقدس سے ہویدا تھی وہ آج تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے حضور مولانا روم فرماتے ہیں۔

آدمی دیدار دوست باقی پوست است

دید آن باشد کہ دید دوست است

یہ جوہر انسانی کا انتہائی کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے یہ طریقہ بہت مشکل ہے کتابوں کو پڑھنے یا میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا۔ اس کے لئے کچھ مدت نیکوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر ہمارے لئے یہی طریقہ غنیمت ہے جس پر ہم آج عمل پیرا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس طریق پر عمل کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟ پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمان کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے تعلیم سے زیادہ اس قوم کی تربیت ضروری ہے اور ملی اعتبار سے تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام ایک خالص تعلیمی تحریک ہے صدر اسلام میں اسکول نہ تھے، کالج نہ تھے یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تعلیم و تربیت کے عوام کے لئے بے شمار مواقع اسلام نے بہم پہنچائے ہیں لیکن افسوس کہ علماء کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم نہ رہا اور اگر کوئی رہا بھی تو اس کا طریق عمل ایسا برا کہ دین کی حقیقی روح نکل گئی جھگڑے پیدا ہو گئے اور علماء کے درمیان جنہیں پیغمبر علیہ السلام کی جانشینی کا فرض ادا کرنا تھا، سر بھٹول ہونے لگی۔ مصر، عرب، ایران، افغانستان ابھی تہذیب و تمدن میں ہم سے پیچھے ہیں لیکن دہلی علماء ایک دوسرے کا سر نہیں پھوڑتے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک نے اخلاق کے معیار اعلیٰ کو پالیا ہے جس کی تکمیل کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے ہم ابھی اس معیار سے بہت دور ہیں۔

دُنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیل اخلاق ہے چنانچہ حضور نے فرمایا بعثت الائمم کاام الاخلاق یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ کے اخلاق ہمارے سامنے پیش کیا کریں تاکہ ہماری زندگی حضور کے اُسوۂ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے اور اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری و ساری ہو جائے۔ حضرت بائزید بطنی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خرپوزہ لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ

نے اس کو کس طرح کھایا ہے۔ مبادا میں ترک سنت کا مترکب ہو جاؤں سے  
کامل بسطام در تقلید فرد  
اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

افسوس کہ ہم میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بھی موجود نہیں ہیں جن سے ہماری زندگی خوشگوار ہو اور  
ہم اخلاق کی فضا میں زندگی بسر کر کے ایک دوسرے کے لئے باعثِ رحمت ہو جائیں۔ اگلے زمانے کے  
مسلمانوں میں اتباعِ سنت سے ایک اخلاقی ذوق اور لکھ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ  
کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ اس چیز کے متعلق کیا ہوگا۔

حضرت مولانا روم بازار میں جارہے تھے آپ کو بچوں سے بہت محبت تھی کچھ بچے کھیل رہے تھے  
ان سب نے مولانا کو سلام کیا اور مولانا ایک ایک کا سلام الگ الگ قبول کرنے کے لئے دیر تک کھڑے  
رہے۔ ایک بچہ کہیں دوڑ کھیل رہا تھا اس نے وہیں سے پکار کر کہا حضرت ابھی جایئے گا نہیں میرا سلام  
لیتے جایئے تو مولانا نے بچہ کی خاطر دیر تک توقف فرمایا اور اس کا سلام لے کر گئے کسی نے پوچھا حضرت  
آپ نے بچہ کے لئے اس قدر توقف کیا آپ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلم کو اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو  
حضور بھی یونہی کرتے۔ گویا ان بزرگوں میں تقلیدِ رسول اور اتباعِ سنت سے ایک خاص اخلاقی ذوق پیدا  
ہو گیا تھا۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں علماء کو چاہیے کہ ان کو ہمارے سامنے پیش کریں۔ قرآن و  
حدیث کے غائب بتانا بھی ضروری ہے لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالب کے متحمل نہیں۔ انہیں  
فی الحال صرف اخلاقِ نبویؐ کی تعلیم دینی چاہیئے۔

ایک مکمل نظامِ تعلیم دی ہو سکتا ہے جو قوم کو ایک مکمل نصب العین دے سکے اور یہ مکمل  
نصب العین وجہِ خداوندی پر یقینِ کامل ہے۔ جب کسی قوم کو خدا سے محبت ہو  
جاتی ہے تو اُس کے افراد میں اعلیٰ ترین دماغی، روحانی اور اخلاقی صفات پیدا ہو جاتی  
ہیں اس کے برعکس ایک ناقص نصب العین ناقص نظامِ تعلیم کو جنم دیتا ہے اور ناقص  
انسان پیدا کرتا ہے۔